

آئینہ

وہ میرے سامنے بیٹھی مٹھوٹ مٹھوٹ کے رو رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں سے گرتے گرم آنسو انگاروں کی طرح میرے دل پہ گر رہے تھے۔ وہ دکھ اور غم سے تڑپ رہی تھی اور میرا چین و سکون برباد ہو رہا تھا میں اُسے گلے سے لگا کے دلا سہ دینا چاہتا تھا۔ اُس کے آنسو پونچھنا چاہتا تھا مگر کوشش کے باوجود بھی ہمت نہیں ہو پا رہی تھی کہ اُس کے قریب جا کے اُسے تسلی کے چند الفاظ ہی کہہ سکوں۔ میں جو لفظوں پہ عبور رکھتا تھا، لفظوں سے کھیلا کرتا تھا آج اُس کے سامنے گونگا بنا بے بسی سے بس اُسے روتا دیکھ رہا تھا۔ اُسے چپ کروانے کے لیے اُس کی طرف بڑھتے قدم رک سے جاتے تھے کہ جب اُس کی شکل و صورت میں کسی اور کی شبیہ اُبھرتی تھی۔ میرے وجود میں چلتی آندھی تیز طوفانوں کا روپ دھارتی جا رہی تھیں اور اس طوفان میں مجھے اپنا وجود بے جان برگ و بار کی طرح در بدر اڑتا اور میری انا کے سخت پتھروں سے سر پٹکتا پھر رہا تھا۔ آج کیسے اپنے جگر کے ٹکڑے کو سمیٹوں اور تسلی کے چند لفظ بول کے اُس کے دل کو سکون دوں جبکہ میرے اپنے ہاتھ برسوں سے کسی کے ارمانوں کے خون سے رنگے تھے۔ اور آج وہ خون مجھے اپنے ہاتھوں واضح نظر آ رہا تھا۔ شاید وہ دل آج بھی زخمی ہو۔ شاید وہ آنکھ آج بھی آنسو

itsurdu.blogspot.com

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہم چاہتے ہیں کہ اردو کا ہر ناول ہر کتاب ہر افسانہ اور ہر تحریر آپ کی دسترس میں ہو۔ اس کے لئے ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ آپ کچھ بھی لکھیں ہمیں بھیجیں ہم اسے اپنے بلوگ پر اپ لوڈ کر دیں گے۔ کچھ بھی ہو کسی بھی فارمیٹ میں ہو، ہم اسے خود پی ڈی ایف میں کنورٹ کر کے کتابی شکل میں ڈھال لیں گے۔ الحمد للہ ہمارے بلوگ پر ۳۰۰۰ سے زائد بکس کے ایکٹو لنک موجود ہیں، اور ہماری سائٹ ڈیلی آپ ڈیٹ ہوتی ہے۔ تو چلئیے پھر قلم اٹھائیں اور شروع ہو جائیں، اپنی تحریر نیچے دئے گئے ای میل اڈریس پر بھیجیں۔ کیونکہ ہم دیئے گئے ای میل اڈریس پر نہیں کرتے،

khalidjee@hotmail.com

بہاتی ہو۔ آج سے پہلے یہ کبھی سوچا بھی نہ تھا مگر آج اپنی ہی بیٹی میں اُس کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ بال کھولے شام کے جیسا اُداس چہرہ لیے غم اور دکھ سے تڑپتے اور آنسو بہاتے ہوئے۔

☆.....☆.....☆

کیا مل جاتا ہے تجھے یوں لڑکیوں کے دل توڑ کر؟ شمر اکو میرے پاس سے آنسو بہاتے اٹھ کر جاتے دیکھ کر جو اد نے تانف سے پوچھا۔

اس میں میرا کیا قصور ہے جو لڑکیاں میرا ہنس کے فرینکس سے بات کرنے کو محبت سمجھ لیں تو۔ میں نے کندھے اُچکاتے ہوئے لا پرواہی سے کہا۔

تیرا ہی قصور ہے تو صرف ہنس کے فرینکس سے بات نہیں کرتا بلکہ اپنی پوری باڈی لینگوئج سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ سر تا پا ڈوبا ہے اُن کی محبت میں۔ جو اد نے میری لا پرواہی سے چڑتے ہوئے کہا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ یا میرا کوئی قصور نہیں سچی میرا ایسا ارادہ نہیں ہوتا مگر کیا کروں لڑکیاں خود ہی میری محبت میں گرفتار ہو جاتی ہیں۔ اور پھر مجھے اُن کا دل رکھنے کے لیے چند دن یا چند ہفتے اُن کے ساتھ گزارنے پڑتے ہیں۔ میں نے بیچارگی خود پہ طاری کرتے ہوئے کہا۔ تو ہی بتا کیا غلط کرتا ہوں میں جو اُن کا دل تب نہیں توڑتا جب وہ نیا نیا محبت کے رنگوں سے آشنا ہوتا ہے۔

کاش تو اُن کا دل اُسی وقت توڑ دیا کرے جب وہ نیا نیا محبت کے جذبے اور اُس کے رنگوں سے آشنا ہوتا ہے۔ مگر تو تو اُن کو اتنا آگے لا کے محبت کے حسین سپنے دکھا کے اُن کے دل توڑتا ہے۔ تجھے کبھی یہ خوف نہیں آیا کہ اگر تجھے کسی کی آہ لگ گئی تو۔ جو اد نے اب کے میری بات سے اور بھی زیادہ چڑتے ہوئے کہا۔

آہ مظلوم کی لگتی ہے اور ایسی لڑکیاں مظلوم تھوڑی نا ہوتی ہیں۔ جو کالج اور یونیورسٹی آتی تو گھر سے پڑھنے ہیں مگر کھیل محبت کے کھیلنے لگ جاتی ہیں۔ یا ایسی لڑکیوں سے دل لگی کرنا کوئی جرم نہیں۔ نہ گناہ ہے۔ چار دن روتی ہیں پھر کوئی نیا ملتا ہے تو آنسو پونچھ کے اُس کے گلے لگ جاتی ہیں یا پھر جواک دھوکے سے سبق سیکھ جاتی ہیں وہ سٹڈی کو لے کے سیر لیس ہو جاتی ہیں۔

تیرا کوئی حل نہیں ہے تجھے سمجھانا ہی فضول ہے جو ادکتابیں اٹھاتا باہر نکل گیا اور میں اُسے جاتا دیکھ کر
مسکراتا رہ گیا۔

☆.....☆.....☆

میں شرجیل احمد۔ میرے لیے محبت کھیل سے زیادہ اہمیت نہ رکھتی تھی۔ لڑکی کے دل میں جگہ بنانا اور اُسے
محبت کی ڈگر پر لا کے اُس کی آنکھوں کو حسین سنے دکھا کے ان کا دل چکنا چور کر دینا میرا من پسند مشغلہ تھا۔ کسی بھی
لڑکی کے آنسو اور گڑگڑانا رو رو کے میری منتیں کرنا بھی کبھی میرا دل نہیں پگھلا سکے۔ لڑکی کا دل میرا پسندیدہ کھلونا
تھا۔ جب تک جی چاہتا تھا کھیلتا تھا جب جی بھر جاتا تھا تو لاکھ وہ دامن پکڑے میں مڑ کر نہیں دیکھتا تھا۔ کالج سے یو
نیورسٹی تک کتنی لڑکیاں آئیں اور گئیں میری لائف سے نہ تو کبھی میں نے تعداد گنی اور نہ ہی کبھی کسی کے جانے کا
افسوس کیا۔ افسوس کا کبھی موقع ہی نہیں آتا تھا کیونکہ افسوس کا مقام آنے سے پہلے کوئی اور ماہ جبین میری بانہوں
میں آچکی ہوتی تھی۔ اور میرے قدم سے قدم ملا کر عمر بھر ساتھ چلنے کی قسمیں اور وعدے کر رہی ہوتی تھی۔

زندگی یونہی گزر رہی تھی۔ فائنل ایئر کالاسٹ سسٹر تھا کہ میری نظر اُس پہ پڑی۔ بلیک گاؤن پہنے حجاب کیے
لاہریری میں بیٹھی وہ کسی بک سے کچھ دیکھ کے اپنی ٹوٹ بک میں لکھ رہی تھی۔ نظر اُس پہ ٹھہری گئی تھی اور قدموں
نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ میں اک ٹک اُسے دیکھے جا رہا تھا۔ مجھے اپنی جانب دیکھتے پا کر اُس کی
نظریں میری طرف اٹھیں۔ اُس کی نظر سے نظر ملتے ہی بجلیاں سی دل میں ٹوندی تھیں۔ پہلی دفعہ کسی کے لیے
میری دھڑکنیں یوں بے ترتیب ہوئی تھیں۔ وہ مجھے نظر انداز کر کے پھر سے ٹوٹ بک میں کچھ لکھنے میں مصروف ہو
گئی تھی۔ یہ پہلی بار تھا کہ کوئی لڑکی مجھے اک نظر دیکھ کے بھی اٹریکٹ نہیں ہوئی تھی۔ دل نے اُس کی اس بے رخی کا
بہت بُرا مانا تھا۔ مگر دل نے بھی تہیہ کر لیا تھا کہ اس کے دل میں بھی مجھے اک دن اپنی لازوال محبت کے دیئے
جلانے ہیں اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے۔

☆.....☆.....☆

وہ تیرے ٹائپ کی نہیں ہے۔ اور یا رٹو اپنی زندگی میں کسی ایک لڑکی کو تو بخش سکتا ہے کہ اُس کے دل

تجھے اُس سے بڑی ہمدردی ہو رہی ہے خیریت تو ہے۔ میں نے جواد کی بات کے جواب میں معنی خیز نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بالکل خیریت ہے۔ بس میں یہ نہیں چاہتا کہ تو اُس کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے جو اُس سے پہلے کئی لڑکیوں کے ساتھ کر چکا ہے۔ جواد کے تیور آج الگ تھے۔

دیکھ یار جواد دل آ گیا ہے اُس پر اور اب اُس کے دل میں گھر کر نیکی خواہش ہے۔ تو دیکھنا چند دنوں میں وہ بھی میرے گُن گار ہی ہوگی۔

بھول ہے تیری۔ وہ الگ ہے اُن سب سے الگ ہے جو اب تک تیری زندگی میں آچکی ہیں۔ اگر وہ الگ ہوئی تو وعدہ کرتا ہوں میں اُسے عمر بھر کے لیے اپنالوں گا۔ اور اُن لڑکیوں جیسی ہوئی تو اُس کا انجام بھی وہی ہوگا جو اُن سب کا ہوا۔

جوجی میں آئے وہی کر پر اس بار تجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ جواد کے لہجے اور انداز میں یقین تھا۔

☆.....☆.....☆

پتھر پر قطرہ قطرہ پانی لگا تار گرتا رہے تو اُس میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے۔ مگر وہ تو گوشت پوست سے بنا دل تھا بھلا میری محبت کی پھوار سے کیسے نہ پگھلتا۔ ابتدا میں مجھے بھی لگا تھا کہ جواد صحیح کہتا اس بار مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ مگر جیسے جیسے میں نے اپنی کوشش تیز کی تو پتہ ہی نہ چلا کہ کب اور کیسے میں اُس کے دل پہ راج کرنے لگا۔ وہ سادہ مزاج کی صرف پڑھنے کے لیے یونیورسٹی آنے والی لڑکی، میری نظروں کی تپش اپنے چہرے پہ محسوس کر کے اُس کے ماتھے پہ غصہ سے سلوٹیں پڑ جاتی تھیں۔ میں اُس کے پاس جا کے بیٹھتا تھا تو وہ میرے پاس سے اٹھ کر پُر اعتماد چال چلتی مجھ سے دور چلی جاتی تھی۔ کئی بار لگا کہ میں وقت ضائع کر رہا ہوں مگر ہار ماننا میری سرشت میں نہ تھا۔ میں نے ابھی زباں سے اظہار بھی نہ کیا تھا مگر شاید وہ بھانپ گئی تھی کہ میرے دل میں کیا

چل رہا۔ میرے دل میں مایوسی اُسے کے کر بڑھتی جا رہی تھی کہ سمت مجھ پہ مہربان ہوگئی۔ خدمتِ خلق کا مجھے کوئی خاص شوق تو نہیں تھا۔ دوستوں کے ساتھ کھانا کھا کے گھر جاتے ہوئے اک زخمی کو سڑک پر مدد کے لیے پکارتے دیکھا کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا میرے اندر کے انسان کو شاید پہلی دفعہ غیرت آئی تھی کہ اک انسان زخمی حالت میں مدد کے لیے پکار رہا ہے اور ہر کوئی بے حسی کا مظاہرہ کر کے اُس کے پاس سے گزرتا جا رہا ہے۔ اُن کی بایک بھی تھوڑی بہت ٹوٹ چکی تھی میں اُن بزرگ کے قریب گیا اور اپنی گاڑی میں بٹھا کر ہسپتال لے گیا۔ زخم زیادہ گہرے نہ تھے اک ٹانگ اور بازو پر خراشیں آئی تھیں۔ ڈاکٹر نے مرہم پٹی کر کے اور دوا دے کے گھر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ انہوں نے لاکھ کہا کسی ٹیکسی میں بٹھا دو بیٹا میں خود گھر چلا جاؤں گا مگر میں زندگی میں پہلی بار کوئی نیکی کرنے جا رہا تھا اور مکمل نیکی کرنا چاہتا تھا۔

ایسے کیسے بٹھا دوں انکل ٹیکسی میں۔ میں آپ کو گھر تک چھوڑ آتا ہوں۔

جیتے رہو بیٹا آج کے دور میں تم جیسے اچھے لڑکے کم ہی ہوتے ہیں۔ کسی اچھے خاندان کے چشم و چراغ لگتے ہو۔ خدا تمہیں اس نیکی بہت اجر دے۔ اُن کے بتائے ہوئے ایڈریس پر انہیں ڈراپ کیا تو وہ بہت اصرار کر کے اپنے ساتھ گھر آنے کو کہا۔ میں گاڑی کو لاک کر کے انکل کو سہارا دے کے گھر کے اندر لایا۔ ہمارے اندر داخل ہوتے ہی اُن کی بیوی اور بیٹی گھبرائی ہوئی آگے بڑھیں۔

کیا ہوا آپ کو بابا۔ اُن کی بیٹی کو دیکھ کے دم بخود رہ گیا۔ وہ نزہت تھی، وہی نزہت جس کے دل میں اپنی محبت بٹھانے کی اب تک میں کئی کوششیں کر چکا تھا۔ گورا رنگ اور اُس پہ لمبے براؤن سلکی بال۔ ریڈ شلوار قمیض اور گلے میں ڈوپٹہ ڈالے وہ گھبرائی ہوئی آگے بڑھی۔ نظر اُس کے وجود سے ہٹنے کو تیار نہ تھی اور دل بھی بس اُسے دیکھے جانے پہ بھند تھا۔ بمشکل خود کو سنبھالا اور بتانے لگا کہ کیا ہوا تھا۔ جاؤ بیٹا مہمان کو چائے پلاؤ۔ وہ باپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اٹھ کے چلی گئی۔ نزہت کے گھر سے لوٹنے کے بعد تمام رات اُس کا حسین سراپا میری نگاہوں میں گھومتا رہا نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور دل اُسے عمر بھر کے لیے اپنا لینے کا مشورہ دے رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

صبح وہ یونیورسٹی میں خود چل کر میرے پاس آئی اور اپنے بابا کی مدد کرنے پر میرا شکریہ ادا کیا۔

اجی شکریہ کی کیا بات یہ تو انسانیت کے ناتے فرض تھا میرا۔ میں نہ کرتا تو کوئی اور کرتا۔ پر خدا کا شکر اُس نے یہ سعادت مجھے عطا کی۔

میں دل سے آپ کی مشکور ہوں۔ وہ یہ کہہ کر جانے کو پلٹی۔

دل سے مشکور ہیں تو اپنے دل میں تھوڑی سی جگہ عطا نہیں کریں گی مجھے۔

جی۔ اُس نے مڑ کے دیکھا۔ میں سمجھی نہیں۔

جب سے آپ کو پہلی دفعہ دیکھا ہے آپ کی محبت کا چراغ دل میں جلایا بیٹھا ہوں۔ اُس چراغ کی ہلکی سی لو آپ کے دل میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔

میری بات سُن کے اُس کی ہنسی چھوٹ گئی۔ وہ بس ہنسے جا رہی تھی اور میرا دل اُس کی ہنسی کی آواز سے اور بھی اُتھل اُتھل ہو رہا تھا۔ میں سمجھنے سے بھی قاصر تھا کہ آخر وہ کیوں ہنس رہی ایسا کیا کہہ دیا سوائے اظہارِ محبت کے جو وہ یوں ہنس رہی۔ وہ میری بات کو لطیفہ سمجھی تھی شاید۔

سوچوں گی آپ کے بارے میں۔ ویسے معقول انسان ہو آپ۔ وہ جاتے جاتے کہہ گئی تھی۔ پھر ہفتے نہیں دنوں میں وہ میرے بے حد قریب آ چکی تھی۔ میرے ساتھ عمر بھر ساتھ نبھانے کے وعدے کر بیٹھی تھی۔ اُس کی آنکھیں مجھے دیکھتے ہی دُئیوں کی طرح جھلملانے لگتی تھیں۔ میرے محبت سے دیکھنے پر حیا کی لالی اُس کی گالوں پر پھیل کر میرے دل کو میری محبت کا یقین دلاتی تھی۔ وہ کہتی تھی مجھ سے پھڑی تو مر جائے گی۔ میرے بغیر اُس کی رات مشکل سے گزرتی تھی اور دن میرے ساتھ گزار کے بھی اُس کی آنکھیں میری دید کی پیاسی رہتی تھیں۔ مجھ سے محبت اُس سے پہلے بھی کئی لڑکیوں نے کی تھی مگر نزہت جیسی دیوانی کوئی نہیں دیکھی۔ جہاں پہلے میں اُس کا ساتھ پا کے ہواؤں میں اُڑ رہا تھا۔ وہیں اب دل اُس سے اور اُس کی دیوانگی سے اُچاٹ ہو رہا تھا۔ وہ یونیورسٹی میں میرے قریب رہنے کے بہانے ڈھونڈتی پھرتی تھی۔ مجھے اپنی نظروں سے دور نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔ اور میں اب دل ہی دل میں اُس سے جان چھڑانے کے طریقوں پر غور کر رہا تھا۔ جو اب مجھے لاکھ سمجھاتا تھا

کہ اس دیوانی کو ہرگز نہ کھونا ورنہ عمر بھر پچھتائے گا۔ مگر وہ شرجیل احمد ہی کیا جو پچھتائے۔ پچھتاوے جیسے کسی لفظ سے میں آشنا نہ تھا۔ بلا خر مجھے اُس سے جان چھڑانے کی ترکیب سوجھ ہی گئی۔

☆.....☆.....☆

نزہت اگر تمہیں میرا ساتھ چاہیے تو تمہیں اک آزمائش اور امتحان کی کسوٹی پہ کھرا اترنا ہوگا۔
کیسی آزمائش کیسا امتحان شرجیل؟

اگر تم اس امتحان میں پاس ہو گئی تو تمہیں زندگی بھر کے لیے اپنالوں گا اور اگر فیل ہو گئی تو ہمارے رستے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائیں گے۔

ہماری محبت تو آزمائش، امتحان اور پرکھنے جیسی ہر شرط سے ماورا تھی شرجیل۔
پر کبھی کبھی عمر بھر کا فیصلہ لینے سے پہلے اک دوسرے کو پرکھنا بہتر ہوتا ہے۔

ہم۔۔۔۔۔ بولو کیا کرنا ہے میں تمہاری ہر آزمائش پہ پوری اُتروں گی دیکھنا۔

دیکھتے ہیں۔۔۔ اگر تم مجھے پانا چاہتی ہو تو تمہیں اپنا گھر اور اپنے گھر والے ہمیشہ کے لیے چھوڑنے ہوں گے۔

آج رات کا ٹائم ہے تمہارے پاس صبح اپنا فیصلہ سنا دینا۔

یہ کیا بات ہوئی تم رشتہ بھی تو لا سکتے ہو۔

ہاں لا سکتا ہوں۔ مگر تم اس آزمائش میں پوری اُتری تو۔ میں حتیٰ لچے میں کہتا ہوا اُسے بے یقینی کے عالم میں

چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور اُس کی نظریں دور تک مجھے اپنا تعاقب کرتی ہوئی محسوس ہوتی رہیں۔

☆.....☆.....☆

اگلی صبح میری توقع کے برخلاف اُس نے مجھے اپنا فیصلہ سنا دیا۔

میں تمہاری خاطر سب کچھ چھوڑ آئی ہوں شرجیل۔ اپنے ماں، باپ، بہن، بھائی گھر سب کچھ۔

یہ سن کر میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی مجھے لگا تھا وہ اپنے خونی رشتوں کو مجھ پر ترجیح دے گی۔ اور مجھے

ہمیشہ کے لیے چھوڑنے کا فیصلہ کرے گی۔

وہ تمہارے خونی رشتے ہیں مجھ سے ملے تو ابھی تمہیں جمعہ جمعہ اٹھ دن ہوئے ہیں۔ تم اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرلو۔

میں نے کئی بار نظر ثانی کی ہے۔ مجھے بس تم چاہیے ہو۔ مجھے تم مل جاؤ تو لگے گا مجھے کل کائنات مل گئی۔ وہ میرا بازو پکڑ کر میرے کندھے سے سر ٹکاتے ہوئے بولی۔

دماغ چل گیا ہے تمہارا۔ میں نے اک جھٹکے سے اُسے خود سے الگ کیا۔ تمہیں کیا لگتا ہے یہ سب کرنے کے بعد میں تمہیں اپنالوں گا۔

تم نے خود ہی کہا تھا کہ میں تمہارے لیے سب کچھ چھوڑ دوں تبھی اپناؤ گے۔ میں تمہارے دیئے امتحان کی کسوٹی پہ کھری اُتری ہوں۔

تم پاگل ہو سکتی ہو میں نہیں یہی تو دیکھنا تھا۔ اگر تم مجھے نہیں اپنے گھر والوں کو چنتی تو کر لیتا تم سے شادی۔ پر جوڑ کی اُس لڑکے کے لیے جسے وہ اتنا جانتی ہی نہیں اپنا گھر اور اپنے گے رشتوں کو چھوڑ سکتی وہ کیا اس قابل ہے کہ اُس سے عمر بھر کا رشتہ باندھا جائے۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو شرجیل۔ وہ آنکھوں میں آنسو بھرے بولی۔

ٹھیک کہہ رہا ہوں تمہارے جیسی لڑکی اعتبار کے قابل نہیں ہوتی۔

تم تو کہتے تھے کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔

محبت نہیں دل لگی کی تھی تمہارے ساتھ جسے تم محبت سمجھ بیٹھی۔

میں محبت نہیں سمجھ بیٹھی بلکہ تم نے مجھے محبت کے سنہرے خواب دکھائے تھے۔ وہ روہانسی ہو کے بولی۔

واہ نزہت آرا میں نے خواب دکھائے اور تم نے خواب دیکھنے بھی شروع کر دیئے۔ اور میری محبت کی مالا اپنے گلے میں پہن کہ میرا نام بھی چنے لگ گئی۔ حتیٰ کہ آج تم اپنے خونی رشتوں سے منہ موڑ کے انہیں میری خاطر چھوڑ کے آ گئی۔ کیسے اعتبار کر لوں تم جیسی کی محبت کا جو اپنوں کو چھوڑ سکتی اُس کے لیے مجھے چھوڑ دینا کہاں مشکل ہوگا۔

وہ میری منتیں کرتی رہی۔ میرے آگے ہاتھ جوڑتی رہی۔ میرے پاؤں پیر کے گڑ گڑاتی رہی مگر مجھے اُس پر اک لمحے کو رحم نہ آیا۔ اور میں اُسے روتا تڑپتا چھوڑ کے اُس سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ کے چل دیا۔ اور پھر کبھی اُسے پلٹ کہ نہ دیکھا اور نہ کبھی جاننے کی کوشش کی کہ وہ کس حال میں ہوگی۔ اور آج جب میری بیٹی میرے سامنے کسی کی محبت کے درد اور چھوڑ دینے کی ناقابل برداشت اذیت سے تڑپ رہی تھی۔ تو اُس کے چہرے میں آج برسوں بعد نزہت کا چہرہ نظر آیا تھا۔ وہ میرے سامنے ہی جب میری بیٹی کو بے اعتبار ٹھہرا رہا تھا میں تب بھی اک لفظ نہ بول پایا تھا۔ وہ اُس کے سامنے ہاتھ جوڑتی گڑ گڑاتی کہہ رہی تھی کہ تم نے میرے ساتھ عمر بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا۔

ڈونٹ بی سلی ہمنہ۔ ایسے وعدے تو میں روز کنی لڑکیوں سے کرتا ہوں اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں سب سے شادی کر لوں۔ میں ایسی بیوی چاہتا ہوں جو ان دیکھی، ان چھوٹی ہو۔ ایم سوری ٹو سے تم اس معیار پہ پوری نہیں اترتی۔ اُس کے الفاظ مجھے اپنے چہرے پہ زوردار تھپڑوں کی طرح پڑتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ آج یقین آیا تھا کہ انسان نے جو بویا ہو وہی اک دن اُسے کا ثنا بھی پڑتا ہے۔ وہ اُسے میرے سامنے کہہ رہا تھا جو لڑکی اپنے باپ کی پیٹھ پیچھے مجھ سے تعلق رکھ سکتی ہے اُس کا کیا اعتبار کہ کل وہ میری پیٹھ پیچھے کسی اور سے تعلق نہیں رکھے گی۔ میری بیٹی قسمیں کھا کھا کہ اُسے یقین دلا رہی تھی مگر اُس نے یقین نہ کیا اور اُسے روتا تڑپتا چھوڑ کے نکل گیا۔ میں نے بھی برسوں پہلے ہی کاٹ دار لفظوں سے کسی کا دل توڑا تھا۔ اُس کا دل توڑنے کی سزا آج میری بیٹی ویسی ہی بھگت رہی تھی۔ وہ جاتے جاتے مجھے آئینہ دکھا گیا تھا۔ اور اس آئینے میں مجھے اپنا چہرہ بہت مکروہ اور کرہ لگ رہا تھا۔

